THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

قرآن میں قسم کا اسلوب: بلاغی، موضوعاتی اور سیاقی مطالعہ

The Style of Oaths in the Qur'an: A Rhetorical, Thematic, and Contextual Study

1. Zain Ul Abidin
Scholar, Zain Ul Quran Academy International, Multan, Pakistan.
Email: mzain9762@gmail.com
2. Shahid Wali Ullah
Lecturer in Islamic Studies, Punjab Group of Colleges, Silanwali, Sargodha, Pakistan.
Email: shareef7677@gmail.com
3. Dr. Rashid Muneer
Assistant Professor, Department of Natural Sciences and Humanities, UET, New Campus, Kala Shah Kaku, Lahore, Pakistan.
Email: dr.rashidlkv@gmail.com

Abstract

The Qur'anic style of oath (qasam) represents one of the most significant rhetorical and semantic devices through which fundamental truths of faith, revelation, human accountability, and the Hereafter are emphasized. Qur'anic oaths frequently establish a meaningful relationship between the object by which an oath is taken (al-muqsam bihi) and the proposition affirmed by it (al-muqsam ʿalayhi or jawāb al-qasam). This relationship transforms the oath from a simple linguistic form of emphasis into a sophisticated mode of argumentation, reflection, and persuasion. The present study examines the Qur'anic style of oath from rhetorical, thematic, and contextual perspectives. It first investigates the linguistic and technical meaning of qasam and analyzes its principal structural components, including the formula of oath, the object of oath, and its response. It then explores major rhetorical functions of Qur'anic oaths, particularly emphasis, glorification, warning, attention, and evidentiary reasoning. The thematic dimension of the study examines oaths associated with revelation and the Qur'an, cosmic phenomena, time and space, the human self, prophethood, resurrection, and recompense. Particular attention is given to the relationship between the selected objects of oath and the central themes of their respective passages. The study further considers the contextual role of oaths within Makkan and Madinan discourse and their contribution to the coherence and thematic organization of Qur'anic surahs. It argues that Qur'anic oaths should not be approached as isolated rhetorical embellishments; rather, they constitute an integrated discourse strategy in which linguistic form, context, imagery, argument, and theological meaning reinforce one another. The study finally highlights the intellectual and communicative relevance of this Qur'anic style for contemporary Qur'anic studies.

Keywords: Qur'anic Oaths, Qasam, Qur'anic Rhetoric, Balāghah, Contextual Analysis, Thematic Analysis, Qur'anic Coherence, Naẓm al-Qurʾān

تعارفِ موضوع

قرآنِ مجید اپنے معانی و مقاصد کی ترسیل کے لیے متعدد مؤثر اسالیب اختیار کرتا ہے جن میں اسلوبِ قسم اپنی بلاغی قوت، معنوی گہرائی اور سیاقی مناسبت کے باعث خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ قرآن میں کہیں اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم بیان فرماتا ہے، کہیں قرآن اور وحی سے متعلق قسم آتی ہے، جبکہ متعدد مقامات پر سورج، چاند، رات، دن، فجر، عصر، آسمان، زمین اور انسانی نفس جیسی عظیم نشانیوں کو مقسم بہ بنایا گیا ہے۔ ان اقسام کا مقصد محض

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

کلام میں تاکید پیدا کرنا نہیں بلکہ مخاطب کو مقسم بہ میں غور و فکر کی دعوت دینا اور اسے اس حقیقت تک پہنچانا بھی ہے جسے جوابِ قسم کے ذریعے مؤکد کیا گیا ہے۔

زیر نظر مقالے میں قرآنی اسلوبِ قسم کا مطالعہ تین باہم مربوط مباحث کے تحت کیا جائے گا۔ مبحث اول میں قسم کے لغوی و اصطلاحی مفہوم، اس کی قرآنی ساخت، مقسم بہ، مقسم علیہ، جوابِ قسم اور تاکید، تعظیم، تنبیہ و استدلال جیسی بلاغی دلالات کا جائزہ لیا جائے گا۔ مبحث دوم میں قرآنی اقسام کو موضوعاتی زاویے سے دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ذات، قرآن و وحی، کائناتی مظاہر، زمان و مکان، انسانی نفس، رسالت اور آخرت سے متعلق اقسام کا تجزیہ کیا جائے گا۔ مبحث سوم میں مکی و مدنی سیاق، مضمونِ سورت اور نظمِ قرآن کے ساتھ اسلوبِ قسم کے تعلق کا مطالعہ کرتے ہوئے اس کی عصری فکری و دعوتی معنویت واضح کی جائے گی۔ اس طرح تحقیق میں قسم کو محض نحوی یا بلاغی ترکیب کے بجائے قرآن کے مربوط استدلالی اور ابلاغی نظام کے ایک اہم جزو کے طور پر سمجھنے کی کوشش کی جائے گی۔

مبحث اول: قرآن میں اسلوبِ قسم کا مفہوم، ساخت اور بلاغی جہات

قرآنِ مجید میں قسم کا اسلوب اپنے مخصوص لسانی ڈھانچے کے ساتھ ساتھ گہری بلاغی معنویت بھی رکھتا ہے۔ اسلوبِ قسم کے صحیح مطالعے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے قسم کے مفہوم اور اس کے بنیادی اجزا کو سمجھا جائے، پھر مقسم بہ اور مقسم علیہ کے باہمی تعلق کا جائزہ لیا جائے اور آخر میں یہ دیکھا جائے کہ قرآن اس اسلوب کو تاکید، تعظیم، تنبیہ اور استدلال جیسے مقاصد کے لیے کس طرح استعمال کرتا ہے۔

1۔ قسم کا لغوی و اصطلاحی مفہوم اور قرآن میں اس کی اسلوبی ساخت

عربی زبان میں قسم کسی امر کی تاکید اور مخاطب کے سامنے اس کی صداقت کو مؤکد انداز میں پیش کرنے کا معروف اسلوب ہے۔ قرآنی استعمال میں اس کی اہمیت صرف نحوی ترکیب تک محدود نہیں رہتی، بلکہ قسم کے الفاظ، مقسم بہ، جوابِ قسم اور متعلقہ سیاق باہم مل کر ایک جامع معنوی وحدت تشکیل دیتے ہیں۔ اس لیے قرآنی قسم کا مطالعہ اس کے لفظی قالب کے ساتھ اس کے سیاق اور مقصد کو سامنے رکھ کر کرنا ضروری ہے۔

قرآنِ مجید میں قسم کی واضح ساخت کی ایک جامع مثال سورۃ الشمس کے آغاز میں سامنے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الشمس میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَٱلشَّمْسِ وَضُحَىٰهَا ۝ وَٱلْقَمَرِ إِذَا تَلَىٰهَا ۝ وَٱلنَّهَارِ إِذَا جَلَّىٰهَا ۝ وَٱلَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰهَا ۝ وَٱلسَّمَآءِ وَمَا بَنَىٰهَا ۝ وَٱلْأَرْضِ وَمَا طَحَىٰهَا ۝ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّىٰهَا ۝ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَىٰهَا ۝ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّىٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّىٰهَا﴾[1]

ترجمہ: قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی، اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے، اور دن کی جب وہ اسے روشن کردے، اور رات کی جب وہ اسے ڈھانپ لے، اور آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اسے بنایا، اور زمین کی اور اس ذات کی جس نے اسے پھیلایا، اور نفس کی اور اس ذات کی جس نے اسے درست بنایا، پھر اسے اس کی بدکاری اور پرہیزگاری سمجھا دی؛ یقیناً کامیاب ہوا جس نے اس نفس کو پاک کیا، اور نامراد ہوا جس نے اسے آلودہ کردیا۔

اس مقام پر متعدد مقسم بہ یکے بعد دیگرے ذکر ہوئے ہیں اور پھر انسانی تزکیۂ نفس اور اخلاقی کامیابی کی بنیادی حقیقت سامنے آتی ہے۔ سورج، چاند، دن، رات، آسمان، زمین اور نفس کا ذکر ایک مربوط کائناتی و انسانی منظر تشکیل دیتا ہے۔ خارجی کائنات میں نظم اور تناسب کے بعد انسانی باطن اور اس کی اخلاقی استعداد کا ذکر اسلوبِ قسم کو محض تاکید سے بلند کرکے استدلالی معنویت عطا کرتا ہے۔ بالخصوص «قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّىٰهَا» سابقہ اقسام کے بعد مرکزی اخلاقی حقیقت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ یوں قرآنی قسم میں مقسم بہ اور بعد کے مضمون کے درمیان معنوی تعلق کی تلاش ضروری ہوجاتی ہے۔ اس مثال سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قسم کی ساخت کا مطالعہ صرف حرفِ قسم کی شناخت تک محدود نہیں ہونا چاہیے، بلکہ پورے passage کے بلاغی بہاؤ اور مرکزی پیغام کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

1 Al-Shams, 91:1–10.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اسی طرح ایک مختصر مگر نہایت بلیغ قسم سورۃ العصر میں بیان ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَٱلْعَصْرِ ۝ إِنَّ ٱلْإِنسَـٰنَ لَفِى خُسْرٍ ۝ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ وَتَوَاصَوْا۟ بِٱلْحَقِّ وَتَوَاصَوْا۟ بِٱلصَّبْرِ﴾[2]

ترجمہ: زمانے کی قسم! بے شک انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک اعمال کیے، ایک دوسرے کو حق کی تلقین کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔

یہاں «وَٱلْعَصْرِ» مقسم بہ ہے جبکہ اس کے فوراً بعد انسانی خسارے کی حقیقت نہایت مؤکد انداز میں بیان ہوتی ہے۔ «إِنَّ» اور لامِ تاکید «لَفِى» جواب کے معنی کو مزید قوت دیتے ہیں۔ زمانے کو مقسم بہ بنانا مضمون کے ساتھ گہری مناسبت رکھتا ہے، کیونکہ انسانی زندگی، اعمال، کامیابی اور خسارہ سب وقت ہی کے دائرے میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اس طرح قرآنی قسم کی ساخت میں لفظی اختصار کے باوجود معنوی وسعت پیدا ہوتی ہے۔ قسم مخاطب کو پہلے زمانے کی قدر و معنویت کی طرف متوجہ کرتی ہے اور پھر اسے اپنی پوری زندگی کے انجام پر غور کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ یہی اسلوبی خصوصیت قرآن کی قسم کو عام انسانی قسم سے ممتاز کرتی ہے کہ یہاں مقسم بہ خود مرکزی حقیقت کو سمجھنے کے لیے فکری علامت اور استدلالی قرینہ بن جاتا ہے۔

2- مقسم بہ، مقسم علیہ اور جوابِ قسم: بلاغی وظائف اور دلالات

قرآنی اسلوبِ قسم کی معنوی ساخت کو سمجھنے کے لیے مقسم بہ اور مقسم علیہ کے باہمی تعلق کا مطالعہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ مقسم بہ وہ حقیقت ہے جس کی قسم ذکر کی جاتی ہے، جبکہ مقسم علیہ وہ مرکزی حقیقت یا دعویٰ ہے جس کی تاکید مقصود ہوتی ہے؛ جوابِ قسم اسی مؤکد مضمون کو نمایاں کرتا ہے۔ قرآن میں ان عناصر کا انتخاب اتفاقی نہیں، بلکہ اکثر ان کے درمیان ایسا موضوعاتی اور سیاقی ربط پایا جاتا ہے جو آیات کے استدلالی اور بلاغی حسن کو مزید واضح کرتا ہے۔

قرآنِ مجید کی عظمت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے اثبات کو باہم مربوط کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ یٰس میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿يسٓ ۝ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْحَكِيمِ ۝ إِنَّكَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ۝ عَلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾[3]

ترجمہ: یٰس۔ قسم ہے حکمت والے قرآن کی، یقیناً آپ رسولوں میں سے ہیں، سیدھے راستے پر ہیں۔

اس مقام پر «وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْحَكِيمِ» مقسم بہ ہے، جبکہ «إِنَّكَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ» جوابِ قسم کی حیثیت سے رسالتِ محمدی ﷺ کی صداقت کو مؤکد کرتا ہے۔ یہاں مقسم بہ اور مقسم علیہ کے درمیان نہایت گہری معنوی مناسبت موجود ہے۔ جس قرآن کو حکمت سے متصف کرکے قسم کا موضوع بنایا گیا ہے، وہی قرآن رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی اور آپ کی رسالت کی صداقت کی دلیل بھی ہے۔ جوابِ قسم میں «إِنَّ» اور لامِ تاکید کا اجتماع اس مضمون کو مزید مؤکد بناتا ہے۔ اس طرح قسم محض کسی دعوے کی لفظی تاکید نہیں کرتی بلکہ مقسم بہ کو اسی دعوے کی صداقت کے استدلالی قرینے کے طور پر سامنے لاتی ہے۔ سیاق میں رسالت کے بعد «عَلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ» کا اضافہ اس حقیقت کو مزید واضح کرتا ہے کہ قرآنی وحی، نبوی رسالت اور صراطِ مستقیم باہم مربوط ہیں۔ اس مثال سے قرآنی قسم کی ایک اہم بلاغی خصوصیت سامنے آتی ہے کہ مقسم بہ بعض اوقات مقسم علیہ کی معنوی شہادت بھی فراہم کرتا ہے۔

اسی طرح قیامت اور دوبارہ زندہ کیے جانے کی حقیقت کو مؤکد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ التغابن میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿زَعَمَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ أَن لَّن يُبْعَثُوا۟ ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّى لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ﴾[4]

---

2 Al-ʿAṣr, 103:1–3.
3 Yā Sīn, 36:1–4.
4 Al-Taghābun, 64:7.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ترجمہ :کافروں نے دعویٰ کیا کہ وہ ہرگز دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ کہہ دیجیے :کیوں نہیں، میرے رب کی قسم !تم ضرور دوبارہ اٹھائے جاؤ گے، پھر تمہیں ضرور بتایا جائے گا جو کچھ تم نے کیا، اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

یہاں «وَرَبِّی» میں اللہ تعالیٰ کو مقسم بہ بنایا گیا ہے، جبکہ «لَتُبْعَثُنَّ» وہ مرکزی حقیقت ہے جس پر قسم کے ذریعے تاکید کی گئی ہے۔ آیت کا سیاق اس اسلوب کی معنوی قوت کو مزید نمایاں کرتا ہے، کیونکہ ابتدا میں منکرینِ آخرت کے دعوے «أَن لَّن يُبْعَثُوا۟» کا ذکر کیا گیا اور پھر اس کی تردید «بَلَىٰ وَرَبِّی» کے نہایت مؤکد اسلوب سے کی گئی ہے۔ مزید برآں «لَتُبْعَثُنَّ» اور «لَتُنَبَّؤُنَّ» میں لام اور نونِ تاکید ثقیلہ کے ذریعے بعث اور اعمال کی جواب دہی دونوں کو قطعی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس مقام پر قسم عقیدۂ آخرت کی محض جذباتی تاکید نہیں بلکہ انکار کے جواب میں ایک مضبوط خطابی اور اعتقادی اعلان بن جاتی ہے۔ ربوبیتِ الٰہیہ کو قسم کے ساتھ ذکر کرنا بھی معنی خیز ہے، کیونکہ جس رب نے انسان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا، اسی کی قدرت کے تحت اس کا دوبارہ اٹھایا جانا ممکن ہے۔ یوں مقسم بہ اور جوابِ قسم کے درمیان عقلی اور اعتقادی ربط قائم ہوتا ہے۔

مقسم بہ اور جوابِ قسم کے انتہائی بلیغ تعلق کی ایک اور مثال سورۃ الذاریات میں ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَوَرَبِّ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ إِنَّهُۥ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ﴾5

ترجمہ :پس آسمان اور زمین کے رب کی قسم !یقیناً یہ بالکل حق ہے، جیسے تمہارا بولنا یقینی ہے۔

یہاں «فَوَرَبِّ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ» مقسم بہ ہے، جبکہ «إِنَّهُۥ لَحَقٌّ» جوابِ قسم ہے۔ سابقہ آیات کے سیاق میں رزق اور وعدۂ الٰہی کی حقیقت بیان ہوئی ہے، اور پھر آسمان و زمین کے رب کی قسم کے ذریعے اس حقیقت کو انتہائی مؤکد انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ «مِّثْلَ مَآ أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ» اس تاکید کو انسانی تجربے سے جوڑ دیتا ہے :جس طرح انسان کو اپنے بولنے میں شک نہیں، اسی طرح مذکورہ الٰہی حقیقت بھی یقینی ہے۔ اس مقام پر قسم، تاکید، تشبیہ اور حسی تجربہ باہم مل کر یقین کی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ بلاغی اعتبار سے یہ اسلوب مخاطب کو مجرد دعوے سے آگے لے جاکر ایک ایسی حقیقت سے جوڑتا ہے جس کا اسے براہِ راست شعور حاصل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں مقسم بہ، مقسم علیہ اور جوابِ قسم کی تعیین صرف نحوی تجزیے کا مسئلہ نہیں؛ ان کے باہمی تعلق سے قرآن کے استدلال، نفسیاتی تاثیر اور سیاقی معنویت کے اہم پہلو سامنے آتے ہیں۔

3- قرآنی قسم کے بلاغی مقاصد :تاکید، تعظیم، تنبیہ اور استدلال

قرآنِ مجید میں قسم کا اسلوب محض کسی خبر کو مؤکد کرنے تک محدود نہیں، بلکہ اس کے ذریعے مخاطب کی توجہ کسی اہم حقیقت کی طرف مبذول کرانا، مقسم بہ کی اہمیت نمایاں کرنا، غفلت کو توڑنا اور عقیدہ یا اخلاق سے متعلق کسی حقیقت پر استدلال کرنا بھی مقصود ہوتا ہے۔ اسی لیے مختلف قرآنی مقامات پر قسم کا بلاغی وظیفہ سیاق اور مضمون کے اعتبار سے مختلف صورت اختیار کرتا ہے۔

انسان کو تخلیق اور اس کے انجام پر غور کی دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ التین میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَٱلتِّينِ وَٱلزَّيْتُونِ ۝ وَطُورِ سِينِينَ ۝ وَهَـٰذَا ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَـٰنَ فِىٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنَـٰهُ أَسْفَلَ سَـٰفِلِينَ ۝ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾6

ترجمہ :قسم ہے انجیر اور زیتون کی، اور طورِ سینین کی، اور اس امن والے شہر کی؛ یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا، پھر ہم نے اسے پست ترین حالت کی طرف لوٹا دیا، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے، پس ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

5 Al-Dhāriyāt, 51:23.
6 Al-Tīn, 95:1–6.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

یہاں متعدد مقسم بہ کے بعد «**لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَـٰنَ فِىٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ**» کے ذریعے انسانی تخلیق کی عظمت اور اس سے وابستہ اخلاقی ذمہ داری کو مؤکد کیا گیا ہے۔ جوابِ قسم میں لام اور «**قد**» کا اجتماع تاکید کو مزید قوت دیتا ہے۔ قسم کے بعد انسانی وجود کے دو ممکنہ انجام سامنے رکھے گئے ہیں : ایک طرف «**أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ**» اور دوسری طرف «**أَسْفَلَ سَـٰفِلِينَ**»۔ اس تقابل سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کی جسمانی و ذہنی صلاحیتیں بذاتِ خود آخری کامیابی نہیں، بلکہ ایمان اور عملِ صالح کے ذریعے ان صلاحیتوں کا درست استعمال مطلوب ہے۔ اسلوبِ قسم یہاں مخاطب کی توجہ انسانی وجود کی قدر، اس کی اخلاقی استعداد اور اس کے انجام کی طرف منتقل کرتا ہے۔ یوں قسم تاکید کے ساتھ تنبیہ کا وظیفہ بھی انجام دیتی ہے اور انسان کو اپنے وجود اور کردار پر سنجیدہ غور کی دعوت دیتی ہے۔

قرآنِ مجید میں قسم کے ذریعے کائناتی نشانیوں کو انسانی فکری بیداری سے مربوط کرنے کی نمایاں مثال سورۃ الضحیٰ میں ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿**وَٱلضُّحَىٰ ۝ وَٱلَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ**﴾7

ترجمہ :قسم ہے چاشت کے وقت کی، اور رات کی جب وہ چھا جائے؛ آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ ناراض ہوا ہے۔

یہاں «**وَٱلضُّحَىٰ**» اور «**وَٱلَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ**» کے بعد «**مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ**» مرکزی مؤکد حقیقت کے طور پر آتا ہے۔ دن کی روشنی اور رات کے سکون و تاریکی کا تقابل ایک ایسا محسوس منظر پیدا کرتا ہے جو بعد کے مضمون کے لیے نہایت موزوں بلاغی فضا قائم کرتا ہے۔ وحی کے نزول کے مختلف حالات کو ترکِ نبوت یا ناراضیِ الٰہی پر محمول نہیں کیا جاسکتا؛ جس طرح رات کے بعد روشنی آتی ہے، اسی طرح وقتی کیفیت کسی دائمی محرومی کی دلیل نہیں ہوتی۔ اس مقام پر قسم تسلی، تاکید اور توجہ کے باہم مربوط وظائف انجام دیتی ہے۔ اسلوب مخاطب کو محسوس کائناتی تبدیلیوں سے ایک معنوی حقیقت کی طرف منتقل کرتا ہے۔ اس طرح قرآنی قسم کی بلاغت صرف مقسم بہ کی عظمت میں نہیں بلکہ اس مناسبت میں بھی ظاہر ہوتی ہے جو مقسم بہ، جوابِ قسم اور پورے سیاق کے درمیان قائم ہوتی ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور وحی کی حقیقت کے اثبات میں اللہ تعالیٰ سورۃ النجم کے آغاز میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿**وَٱلنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ**﴾8

ترجمہ :قسم ہے ستارے کی جب وہ اترے؛ تمہارے ساتھی نہ راہ بھولے ہیں اور نہ بہکے ہیں، اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے؛ یہ تو صرف وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔

یہاں ستارے کی قسم کے فوراً بعد رسول اللہ ﷺ کے متعلق مخالفین کے باطل تصورات کی نفی کی گئی ہے۔ «**مَا ضَلَّ**» اور «**وَمَا غَوَىٰ**» کے ذریعے گمراہی اور فکری انحراف دونوں کی تردید ہوتی ہے، جبکہ بعد کی آیات وحی کی حقیقت کو نمایاں کرتی ہیں۔ اس مقام پر قسم ایک مضبوط استدلالی اور دفاعی اسلوب اختیار کرتی ہے۔ مخاطب کی نگاہ پہلے ایک نمایاں کائناتی نشانی کی طرف جاتی ہے اور پھر رسالت و وحی کی بنیادی حقیقت کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ اس ترتیب سے کلام میں توجہ، ہیبت اور معنوی قوت پیدا ہوتی ہے۔ قرآنی بلاغت کی رو سے یہ امر اہم ہے کہ قسم کا حقیقی مفہوم پورے سیاق سے متعین کیا جائے؛ مقسم بہ کو الگ کرکے دیکھنے سے اس کی مکمل دلالت سامنے نہیں آتی۔ سورۃ النجم میں قسم، رسالت کی صداقت، وحی کی حجیت اور نبوی رہنمائی کے اثبات کو ایک مربوط استدلالی سلسلے میں جمع کردیتی ہے۔

---

7 Al-Ḍuḥā, 93:1–3.
8 Al-Najm, 53:1–4.

اس طرح قرآنی اقسام میں تاکید، تعظیم، تنبیہ اور استدلال الگ الگ اور جامد وظائف نہیں ہیں، بلکہ ایک ہی مقام پر ان میں سے متعدد جہات جمع ہوسکتی ہیں۔ کبھی قسم کسی بنیادی عقیدے کو قطعی طور پر مؤکد کرتی ہے، کبھی کسی کائناتی نشانی کی طرف فکر کو متوجہ کرتی ہے، کبھی انسانی غفلت کو توڑتی ہے اور کبھی مقسم بہ ہی کو مقسم علیہ کی صداقت سمجھنے کے لیے ایک استدلالی قرینہ بنا دیتی ہے۔ یہی کثیرالجہتی معنویت اسلوبِ قسم کو قرآن کے مؤثر ترین بلاغی اسالیب میں نمایاں مقام عطا کرتی ہے۔

مبحث دوم: قرآن میں اقسام کا موضوعاتی مطالعہ

قرآنِ مجید میں وارد اقسام موضوعاتی اعتبار سے نہایت متنوع ہیں۔ بعض مقامات پر قرآن و وحی، بعض پر کائنات اور اس کے مظاہر، جبکہ بعض مقامات پر انسانی زندگی، نفس، رسالت اور آخرت سے متعلق حقائق قسم کے سیاق میں سامنے آتے ہیں۔ ان اقسام کا موضوعاتی مطالعہ واضح کرتا ہے کہ مقسم بہ کا انتخاب متعلقہ سورت یا آیات کے مرکزی مضمون سے گہری مناسبت رکھتا ہے اور قسم قرآن کے عقائدی، اخلاقی اور فکری پیغام کو زیادہ مؤثر انداز میں نمایاں کرتی ہے۔

1- اللہ تعالیٰ کی ذات، قرآن اور وحی سے متعلق اقسام

قرآنِ مجید میں بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ اپنی ذاتِ اقدس یا اپنی ربوبیت کی قسم کے ذریعے کسی بنیادی عقیدے کی قطعیت واضح فرماتا ہے، جبکہ متعدد مقامات پر خود قرآنِ حکیم کو مقسم بہ بنایا گیا ہے۔ بالخصوص رسالت، وحی، بعث اور قرآن کی صداقت جیسے بنیادی حقائق کے بیان میں یہ اسلوب نمایاں ہے۔ ان اقسام کا مطالعہ قرآن، وحی اور رسالت کے باہمی تعلق کو سمجھنے میں خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔

قرآنِ مجید کی عظمت اور اس کے ذکر و نصیحت ہونے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ ص میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿صٓ ۚ وَٱلْقُرْءَانِ ذِى ٱلذِّكْرِ﴾9

ترجمہ: ص۔ قسم ہے نصیحت والے قرآن کی۔

اس مختصر مگر نہایت بلیغ آیت میں قرآنِ مجید کو «**ذِى ٱلذِّكْرِ**» کی صفت کے ساتھ مقسم بہ بنایا گیا ہے۔ لفظ «**الذِّكر**» میں نصیحت، یاد دہانی، شرف اور تذکیر کے معانی کی وسعت پائی جاتی ہے۔ اس اعتبار سے قرآن کی قسم محض کتابِ الٰہی کی عظمت بیان نہیں کرتی بلکہ مخاطب کو اس کے بنیادی وظیفے، یعنی انسان کو حقیقت کی یاد دہانی اور فکری و اخلاقی بیداری کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ اس کے بعد آنے والا سیاق منکرین کے تکبر، سابقہ اقوام کے انجام اور توحید و رسالت کے انکار سے بحث کرتا ہے۔ یوں آغاز میں قرآن کی قسم پوری سورت کے فکری ماحول کو متعین کرتی ہے۔ مقسم بہ کے طور پر قرآن کا انتخاب یہ ظاہر کرتا ہے کہ وحی خود اپنے مضامین، نظم، حکمت اور ہدایت کے اعتبار سے غور و تدبر کی مستحق دلیل ہے۔ اس طرح قسم یہاں تعظیمِ قرآن، تنبیہِ مخاطب اور وحی کی حجیت کو ایک مختصر اسلوب میں جمع کر دیتی ہے۔

وحی کی صداقت اور قرآنِ مجید کے معجز کلام ہونے کو مؤکد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ الواقعہ میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَٰقِعِ ٱلنُّجُومِ ۝ وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ۝ إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ۝ فِى كِتَٰبٍ مَّكْنُونٍ ۝ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ۝ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾10

ترجمہ: پس میں ستاروں کے مواقع کی قسم کھاتا ہوں، اور اگر تم جانو تو یقیناً یہ بہت بڑی قسم ہے۔ بے شک یہ نہایت معزز قرآن ہے، ایک محفوظ کتاب میں ہے، اسے پاک کیے ہوئے ہی چھوتے ہیں، یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

9 Ṣād, 38:1.
10 Al-Wāqiʿah, 56:75–80.

یہاں «**بِمَوَٰقِعِ ٱلنُّجُومِ**» کی قسم کے بعد خود قرآن اس قسم کی عظمت کی طرف متوجہ کرتا ہے اور پھر «**إِنَّهُۥ لَقُرۡءَانٞ كَرِيمٞ**» کے ذریعے قرآن کی عظمت و صداقت نمایاں ہوتی ہے۔ مزید آگے «**تَنزِيلٞ مِّن رَّبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ**» اس کے الٰہی مصدر کو صراحت سے بیان کرتا ہے۔ اس پورے passageمیں قسم، قرآن کی تکریم اور وحی کے الٰہی منبع کا بیان ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ بلاغی اعتبار سے «**وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٞ لَّوۡ تَعۡلَمُونَ عَظِيمٌ**» مخاطب کو متنبہ کرتا ہے کہ مقسم بہ کی حقیقت سطحی مشاہدے سے کہیں زیادہ گہری ہے۔ اس کے بعد قرآن کو «**كَرِيم**» کہنا اس کے قدر و منزلت کو نمایاں کرتا ہے۔ یوں کائناتی نشانی سے آغاز کرکے کلام وحی کی صداقت تک پہنچتا ہے اور خارجی کائنات اور الٰہی کلام کے درمیان فکری مناسبت قائم ہوتی ہے۔

قرآنِ مجید کے وحیِ الٰہی ہونے اور رسول اللہ ﷺ تک اس کے معتبر ابلاغ کو مؤکد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ الحاقہ میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿**فَلَآ أُقۡسِمُ بِمَا تُبۡصِرُونَ ۝ وَمَا لَا تُبۡصِرُونَ ۝ إِنَّهُۥ لَقَوۡلُ رَسُولٖ كَرِيمٖ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٖۚ قَلِيلٗا مَّا تُؤۡمِنُونَ ۝ وَلَا بِقَوۡلِ كَاهِنٖۚ قَلِيلٗا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝ تَنزِيلٞ مِّن رَّبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ**﴾11

ترجمہ: پس میں ان چیزوں کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو اور ان کی بھی جو تم نہیں دیکھتے۔ بے شک یہ ایک معزز رسول کے ذریعے پہنچایا ہوا کلام ہے، اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں، تم بہت کم ایمان لاتے ہو؛ اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے، تم بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو۔ یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

اس مقام پر دائرۂ قسم کو «**بِمَا تُبۡصِرُونَ**» اور «**وَمَا لَا تُبۡصِرُونَ**» کے ذریعے مشاہد اور غیر مشاہد دونوں جہانوں تک وسیع کردیا گیا ہے۔ اس کے بعد قرآن کے متعلق دو اہم شبہات—شاعری اور کہانت—کی واضح نفی کرکے اس کے الٰہی نزول کو ثابت کیا گیا ہے۔ یہاں قسم کا بلاغی وظیفہ دفاعِ وحی اور اثباتِ صداقت کے ساتھ نمایاں ہوتا ہے۔ محسوس اور غیر محسوس موجودات کی قسم مخاطب کے علم کی محدودیت کا احساس بھی پیدا کرتی ہے؛ انسان صرف وہی حقیقت نہیں جانتا جو اس کی نگاہ کے سامنے ہے۔ اسی پس منظر میں وحی ایک ایسے معتبر الٰہی ذریعۂ علم کے طور پر سامنے آتی ہے جو انسانی مشاہدے سے ماورا حقائق کی خبر دیتی ہے۔ آیات کے اختتام پر «**تَنزِيلٞ مِّن رَّبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ**» پورے استدلال کا مرکز بن جاتا ہے۔ اس طرح قسم، نفیِ شبہات اور اثباتِ وحی ایک منظم سیاقی وحدت تشکیل دیتے ہیں۔

2- کائناتی مظاہر، زمان و مکان اور مخلوقات کی قسمیں

قرآنِ مجید میں سورج، چاند، ستاروں، آسمان، رات، دن، فجر اور مختلف زمانی و کائناتی مظاہر کو متعدد مقامات پر مقسم بہ بنایا گیا ہے۔ ان اقسام کا مقصد صرف ان مخلوقات کی عظمت بیان کرنا نہیں، بلکہ ان میں کارفرما نظم، تغیر، حرکت اور حکمت کے ذریعے انسان کو خالق کی قدرت، آخرت، اخلاقی جواب دہی اور ہدایت کی بنیادی حقیقتوں پر غور کی دعوت دینا بھی ہے۔ مقسم بہ اور متعلقہ سیاق کا یہ ربط قرآنی قسم کی موضوعاتی معنویت کو نمایاں کرتا ہے۔

رات، دن اور تخلیق کے باہمی تقابل کے ذریعے انسانی کوششوں کے مختلف نتائج واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ اللیل میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿**وَٱلَّيۡلِ إِذَا يَغۡشَىٰ ۝ وَٱلنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۝ وَمَا خَلَقَ ٱلذَّكَرَ وَٱلۡأُنثَىٰٓ ۝ إِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتَّىٰ**﴾12

ترجمہ: قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے، اور دن کی جب وہ روشن ہو، اور اس ذات کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا؛ بے شک تمہاری کوششیں مختلف ہیں۔

ان آیات میں رات اور دن کی متقابل کیفیات اور نر و مادہ کی تخلیق کے بعد انسانی کوششوں کے اختلاف کو جوابِ قسم کے طور پر نمایاں کیا گیا ہے۔ «**إِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتَّىٰ**» میں «**إِنَّ**» اور لام دونوں تاکید پیدا کرتے ہیں۔ رات اور دن جس طرح اپنی صفات اور آثار میں مختلف ہیں، اسی طرح انسانی

11 Al-Ḥāqqah, 69:38–43.
12 Al-Layl, 92:1–4.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

زندگی میں اختیار کیے جانے والے راستے اور ان کے نتائج بھی یکساں نہیں۔ بعد کا سیاق اس اجمال کی تفصیل کرتا ہے اور سخاوت، تقویٰ اور تصدیق کے مقابل بخل، استغنا اور تکذیب کو سامنے لاتا ہے۔ یوں کائناتی تقابل انسانی اخلاقی تقابل کے لیے ایک بلیغ تمہید بن جاتا ہے۔ اسلوبِ قسم انسان کو خارجی کائنات کا مشاہدہ کرانے کے بعد اس کی توجہ اپنے اعمال کی طرف منتقل کرتا ہے۔ اس اعتبار سے کائناتی قسمیں قرآن میں محض حسنِ بیان کا ذریعہ نہیں بلکہ محسوس نشانیوں سے اخلاقی حقیقت تک پہنچانے والا مؤثر استدلالی اسلوب ہیں۔

زمانے کے ایک خاص حصے یعنی فجر اور مخصوص راتوں کی طرف توجہ مبذول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ الفجر میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَٱلْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ وَٱلشَّفْعِ وَٱلْوَتْرِ ۝ وَٱلَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ۝ هَلْ فِى ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِى حِجْرٍ﴾13

ترجمہ: قسم ہے فجر کی، اور دس راتوں کی، اور جفت اور طاق کی، اور رات کی جب وہ رخصت ہونے لگے؛ کیا اس میں صاحبِ عقل کے لیے بڑی قسم نہیں؟

یہاں فجر، راتوں، جفت و طاق اور گزرتی ہوئی رات کو قسم کے دائرے میں لاکر وقت کی مختلف صورتوں کی طرف انسانی شعور کو متوجہ کیا گیا ہے۔ بالخصوص «هَلْ فِى ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِى حِجْرٍ» مخاطب کو محض سماعت کے بجائے تدبر کی دعوت دیتا ہے۔ «حِجْر» عقل کے مفہوم میں اس قوت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو انسان کو بے راہ روی سے روکتی اور نتائج پر غور کرنے کے قابل بناتی ہے۔ اس کے فوراً بعد عاد، ثمود اور فرعون جیسی طاقت ور اقوام کے انجام کا ذکر آتا ہے۔ اس سیاق میں وقت کی قسم تاریخ کے مطالعے سے مربوط ہوجاتی ہے: زمانہ گزرتا ہے، قوتیں بدلتی ہیں اور ظالمانہ اقتدار اپنے انجام کو پہنچتا ہے۔ اس طرح فجر اور رات کی تبدیلی محض طبیعی مظہر نہیں رہتی بلکہ تاریخی تغیر اور اخلاقی جوابدہی کے تصور کے لیے موزوں بلاغی پس منظر فراہم کرتی ہے۔

3- انسانی نفس، رسالت، آخرت اور جزا و سزا سے متعلق اقسام

قرآنی اقسام کا ایک اہم موضوع انسان کی باطنی و اخلاقی حقیقت، رسالت کی صداقت اور آخرت میں جوابدہی ہے۔ ان موضوعات میں قسم مخاطب کے اعتقاد کو مؤکد کرنے کے ساتھ اسے اپنے نفس، اعمال اور انجام پر غور کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ بالخصوص قیامت سے متعلق اقسام میں انکارِ آخرت کا جواب، انسانی تخلیق پر استدلال اور اخلاقی مسئولیت ایک مربوط فکری سلسلے کی صورت اختیار کرتے ہیں۔

قیامت اور انسانی ضمیر کو ایک ہی قسمیہ سیاق میں جمع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ القیامہ میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَآ أُقْسِمُ بِيَوْمِ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۝ وَلَآ أُقْسِمُ بِٱلنَّفْسِ ٱللَّوَّامَةِ ۝ أَيَحْسَبُ ٱلْإِنسَـٰنُ أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُۥ ۝ بَلَىٰ قَـٰدِرِينَ عَلَىٰٓ أَن نُّسَوِّىَ بَنَانَهُۥ﴾14

ترجمہ: میں روزِ قیامت کی قسم کھاتا ہوں، اور میں ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں۔ کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کرسکیں گے؟ کیوں نہیں، ہم تو اس بات پر بھی قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کے پور پور درست کردیں۔

یہاں قیامت اور «النَّفْسِ اللَّوَّامَةِ» کا ایک ساتھ ذکر نہایت معنی خیز ہے۔ قیامت خارجی سطح پر آخری جوابدہی کی حقیقت ہے، جبکہ نفسِ لوامہ انسانی باطن میں اخلاقی محاسبے کی کیفیت کی نمائندگی کرتا ہے۔ یوں خارجی محاسبہ اور داخلی احتساب ایک ہی سیاق میں جمع ہوجاتے ہیں۔ اس کے بعد دوبارہ تخلیق پر منکرانہ سوال کا جواب انسانی جسم کی نہایت باریک ساخت کی بحالی کی قدرت سے دیا گیا ہے۔ اس ترتیب میں قسم عقیدۂ آخرت کی تاکید کے ساتھ انسانی اخلاقی شعور کو بھی بیدار کرتی ہے۔ انسان کے اندر موجود ملامت کرنے والا ضمیر اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اعمال

13 Al-Fajr, 89:1–5.
14 Al-Qiyāmah, 75:1–4.

اخلاقی اعتبار سے غیر جانب دار نہیں۔ آخرت اسی اخلاقی مسئولیت کی کامل اور حتمی صورت سامنے لاتی ہے۔ اس طرح قسم، نفس، قدرتِ الٰہی اور بعث بعد الموت ایک مربوط استدلالی نظام تشکیل دیتے ہیں۔

جزا و سزا اور یومِ دین کی قطعیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ الذاریات میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَٱلذَّٰرِيَٰتِ ذَرۡوٗا ۝ فَٱلۡحَٰمِلَٰتِ وِقۡرٗا ۝ فَٱلۡجَٰرِيَٰتِ يُسۡرٗا ۝ فَٱلۡمُقَسِّمَٰتِ أَمۡرًا ۝ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٞ ۝ وَإِنَّ ٱلدِّينَ لَوَٰقِعٞ﴾15

ترجمہ: قسم ہے ان کی جو اڑا کر بکھیرتے ہیں، پھر ان کی جو بوجھ اٹھاتے ہیں، پھر ان کی جو آسانی سے چلتے ہیں، پھر ان کی جو امور تقسیم کرتے ہیں؛ یقیناً جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچی ہے، اور بے شک جزا و سزا ضرور واقع ہونے والی ہے۔

اس مقام پر مسلسل چار اقسام کے بعد دو بنیادی حقائق «إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٞ» اور «وَإِنَّ ٱلدِّينَ لَوَٰقِعٞ» نہایت مؤکد انداز میں بیان ہوئے ہیں۔ جوابِ قسم میں تاکید کے متعدد لسانی وسائل استعمال ہوئے ہیں، جس سے آخرت اور جزا و سزا کی قطعیت نمایاں ہوتی ہے۔ کائنات میں مختلف امور کا ایک مقرر نظم کے تحت وقوع پذیر ہونا انسان کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ اخلاقی کائنات بھی بے مقصد اور بے نتیجہ نہیں۔ اگر مادی عالم نظم، قانون اور تدبیر کے تحت قائم ہے تو انسانی اعمال کو ہر قسم کی آخری جواب دہی سے خالی سمجھنا قرآنی تصورِ کائنات سے ہم آہنگ نہیں رہتا۔ اس طرح قسم کائناتی مشاہدے اور عقیدۂ آخرت کے درمیان استدلالی پل قائم کرتی ہے اور جزا و سزا کو محض مستقبل کی خبر کے بجائے موجودہ انسانی زندگی کی اخلاقی معنویت سے جوڑ دیتی ہے۔

رسالت کی صداقت اور رسول اللہ ﷺ کی امانت کو قسم کے سیاق میں واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ التکویر میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَلَآ أُقۡسِمُ بِٱلۡخُنَّسِ ۝ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡكُنَّسِ ۝ وَٱلَّيۡلِ إِذَا عَسۡعَسَ ۝ وَٱلصُّبۡحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝ إِنَّهُۥ لَقَوۡلُ رَسُولٖ كَرِيمٖ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي ٱلۡعَرۡشِ مَكِينٖ ۝ مُّطَاعٖ ثَمَّ أَمِينٖ﴾16

ترجمہ: پس میں پیچھے ہٹنے والے، چلنے والے اور چھپ جانے والے ستاروں کی قسم کھاتا ہوں، اور رات کی جب وہ رخصت ہونے لگے، اور صبح کی جب وہ سانس لے؛ بے شک یہ ایک معزز رسول کے ذریعے پہنچایا ہوا کلام ہے، جو قوت والا، صاحبِ عرش کے ہاں بلند مرتبہ، وہاں مطاع اور امانت دار ہے۔

یہاں کائناتی حرکات، رات اور نمودار ہوتی صبح کے نہایت متحرک منظر کے بعد وحی کے معتبر ابلاغ کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ «إِنَّهُۥ لَقَوۡلُ رَسُولٖ كَرِيمٖ» جوابِ قسم کے مرکزی مضمون کو سامنے لاتا ہے، جبکہ بعد کی صفات ابلاغِ وحی کی امانت و اعتبار کو مزید واضح کرتی ہیں۔ پورا سیاق یہ ظاہر کرتا ہے کہ قرآن اپنے مصدر اور طریقۂ ابلاغ دونوں کے بارے میں پیدا کیے گئے شبہات کا جواب دے رہا ہے۔ کائناتی نظم کے بعد وحی کے منظم اور محفوظ ابلاغ کا ذکر معنوی مناسبت پیدا کرتا ہے۔ یوں رسالت و وحی کو کسی غیر منضبط انسانی تجربے کے بجائے ربانی نظامِ ہدایت کے حصے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ قسم یہاں توجہ، تاکید اور استدلال تینوں وظائف انجام دیتی ہے اور مخاطب کو اس نتیجے تک پہنچاتی ہے کہ وحی کا پیغام معتبر، بامقصد اور سنجیدہ قبولیت کا مستحق ہے۔

مبحث سوم: قرآنی اقسام کا سیاقی و معنوی مطالعہ

قرآنی قسم کی مکمل دلالت صرف مقسم بہ یا جوابِ قسم کی الگ الگ شناخت سے سامنے نہیں آتی، بلکہ اس کے لیے سورت کے عمومی مضمون، آیات کے فوری سیاق اور مخاطبین کے حالات کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اس مبحث میں مکی و مدنی سیاق میں قسم کے استعمال، نظمِ سورت کے ساتھ اس کے تعلق اور موجودہ دور میں اس اسلوب کی فکری و دعوتی معنویت کا مطالعہ کیا جائے گا۔

15 Al-Dhāriyāt, 51:1–6.
16 Al-Takwīr, 81:15–21.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

1- مکی و مدنی سورتوں میں اسلوبِ قسم اور سیاقی مناسبت

قرآنِ مجید کے اسلوبِ قسم کو اس کے نزولی اور خطابی سیاق میں دیکھنے سے اس کی بلاغی حکمت مزید نمایاں ہوتی ہے۔ بالخصوص مکی سورتوں میں توحید، رسالت، بعث، جزا و سزا اور اخلاقی جواب دہی جیسے بنیادی حقائق کو مؤثر بنانے کے لیے مختصر، پُراثر اور کائناتی مشاہدات سے مربوط اقسام نمایاں ہیں۔ تاہم قسم کو صرف مکی اسلوب تک محدود نہیں کیا جاسکتا؛ مدنی قرآن میں بھی ضرورتِ مقام کے مطابق قسمیہ اسلوب موجود ہے۔ اس لیے ہر قسم کی دلالت اس کے مخصوص سیاق اور مخاطب کے تناظر میں متعین ہونی چاہیے۔

قیامت کے قریب آنے اور رسول اللہ ﷺ کی صداقت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ النجم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَٱلنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ﴾17

ترجمہ: قسم ہے ستارے کی جب وہ اترے؛ تمہارے ساتھی نہ راہ بھولے ہیں اور نہ بہکے ہیں۔

سورۃ النجم مکی عہد کے اس ماحول میں رسالت و وحی کی صداقت کو نہایت قوت کے ساتھ پیش کرتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے پیغام کے متعلق مختلف اعتراضات کیے جارہے تھے۔ سورت کا آغاز کسی طویل نظری مقدمے کے بجائے ایک مختصر مگر پُرہیبت کائناتی قسم سے ہوتا ہے اور فوراً اس بنیادی اعتراض کی تردید کردی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی گمراہی یا فکری انحراف کا شکار ہیں۔ «صَاحِبُكُمْ» کا لفظ بھی سیاقی طور پر قابلِ توجہ ہے، کیونکہ مخاطبین کو اس شخصیت کے معلوم کردار کی طرف متوجہ کیا گیا جسے وہ پہلے سے جانتے تھے۔ اس کے بعد وحی کی حقیقت اور اس کے معتبر مصدر کا بیان آتا ہے۔ یوں مکی سیاق میں قسم دعوتی خطاب کو شدت، اختصار اور تاثیر عطا کرتی ہے۔ البتہ اس آیت کا بنیادی موضوع رسالت و وحی ہے؛ اس لیے اسے محض کائناتی قسم سمجھنے کے بجائے سورت کے پورے استدلالی بہاؤ میں دیکھنا زیادہ درست ہے۔

مدنی سیاق میں قسم کے استعمال کی نمایاں مثال سورۃ النساء میں ملتی ہے۔ ایمان کے عملی تقاضے اور رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو قبول کرنے کی ضرورت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا۟ فِىٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا﴾18

ترجمہ: پس آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مانیں، پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور پوری طرح اسے تسلیم کرلیں۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ قرآنی قسم صرف مکی سورتوں میں عقائد کے ابتدائی اثبات کے لیے استعمال نہیں ہوئی، بلکہ مدنی معاشرتی اور قانونی سیاق میں بھی اس کی مؤکد قوت سامنے آتی ہے۔ یہاں «فَلَا وَرَبِّكَ» کے بعد ایمان کے عملی تقاضے کو بیان کیا گیا ہے۔ آیت کا موضوع صرف زبانی اقرار نہیں بلکہ تنازعات میں نبوی فیصلے کی طرف رجوع، باطنی قبولیت اور عملی تسلیم ہے۔ مدنی دور میں مسلم معاشرے کی اجتماعی اور قانونی تشکیل کے تناظر میں یہ قسم ایمان اور اجتماعی نظم کے تعلق کو نمایاں کرتی ہے۔ مکی اقسام میں جہاں کائناتی مناظر کے ذریعے منکرین کو توحید، رسالت اور آخرت کی طرف متوجہ کرنے کا اسلوب کثرت سے سامنے آتا ہے، وہاں اس مدنی مثال میں قسم ایک قائم شدہ ایمانی معاشرے کے اندر عملی التزام کی تاکید کرتی ہے۔ اس تقابل سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کی بلاغی قوت برقرار رہتی ہے، لیکن اس کا فوری خطابی وظیفہ سیاق کے ساتھ تبدیل ہوسکتا ہے۔

---

17 Al-Najm, 53:1–2.
18 Al-Nisāʾ, 4:65.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

2- قسم، مضمونِ سورت اور نظمِ قرآن کا باہمی تعلق

قرآنی اقسام کے مطالعے میں نظمِ کلام کی رعایت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ سورت کے آغاز میں آنے والی قسم اکثر بعد کے مرکزی مضمون کے لیے ذہنی اور معنوی فضا قائم کرتی ہے۔ مقسم بہ، جوابِ قسم اور بعد کی تفصیلات کو باہم مربوط کرکے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قسم الگ تھلگ بلاغی آرائش نہیں، بلکہ سورت کی موضوعاتی تشکیل میں فعال کردار ادا کرتی ہے۔

اس معنوی ربط کی نہایت واضح مثال سورۃ العادیات میں ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَٱلْعَٰدِيَٰتِ ضَبْحًا ۝ فَٱلْمُورِيَٰتِ قَدْحًا ۝ فَٱلْمُغِيرَٰتِ صُبْحًا ۝ فَأَثَرْنَ بِهِۦ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهِۦ جَمْعًا ۝ إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ لِرَبِّهِۦ لَكَنُودٌ ۝ وَإِنَّهُۥ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ ۝ وَإِنَّهُۥ لِحُبِّ ٱلْخَيْرِ لَشَدِيدٌ﴾[19]

ترجمہ: قسم ہے ان تیز دوڑنے والوں کی جو ہانپتے ہیں، پھر ٹاپوں سے چنگاریاں نکالتے ہیں، پھر صبح کے وقت یلغار کرتے ہیں، پھر اس وقت گرد اڑاتے ہیں، پھر اسی حالت میں کسی جماعت کے درمیان جا پہنچتے ہیں؛ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے، اور وہ خود اس پر گواہ ہے، اور یقیناً وہ مال کی محبت میں بہت شدید ہے۔

سورت کے ابتدائی حصے میں مسلسل حرکت، قوت اور وفادارانہ سرگرمی کا ایک انتہائی مؤثر منظر سامنے آتا ہے، جبکہ جوابِ قسم میں انسان کی اپنے رب کے ساتھ ناشکری اور مال سے شدید محبت کا ذکر ہوتا ہے۔ بلاغی سطح پر یہ انتقال مخاطب کو چونکا دیتا ہے۔ خارجی منظر کی شدت کے بعد اچانک انسانی باطن موضوع بن جاتا ہے۔ پھر سورت کے آخری حصے میں قبروں سے اٹھائے جانے اور سینوں کے راز ظاہر کیے جانے کا ذکر انسانی باطن کے اسی مسئلے کو آخرت کی جواب دہی تک پہنچاتا ہے۔ اس طرح آغاز کی قسم، انسانی رویے کی تشخیص اور آخرت کے بیان کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ نظمِ سورت کے تناظر میں قسم قاری کو مرکزی اخلاقی مسئلے تک پہنچانے کے لیے تمہیدی اور نفسیاتی کردار ادا کرتی ہے۔

اسی طرح سورۃ الطارق میں آسمانی نشانی اور انسانی تخلیق کے درمیان ایک مربوط استدلالی ترتیب قائم کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَٱلسَّمَآءِ وَٱلطَّارِقِ ۝ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا ٱلطَّارِقُ ۝ ٱلنَّجْمُ ٱلثَّاقِبُ ۝ إِن كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾[20]

ترجمہ: قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی، اور آپ کیا جانیں کہ رات کو آنے والا کیا ہے؟ وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ کوئی جان ایسی نہیں جس پر ایک نگہبان مقرر نہ ہو۔

ابتدائی قسم میں «**الطَّارِق**» کا ذکر کرکے پہلے تجسس پیدا کیا جاتا ہے اور پھر «**النَّجْمُ الثَّاقِبُ**» کے ذریعے اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔ اس کے بعد انسانی نفس پر نگرانی کی حقیقت سامنے آتی ہے، اور آگے انسان کو اپنی تخلیق پر غور کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ سورت کے اختتامی حصے میں قرآن کے فیصلہ کن کلام ہونے کا ذکر آتا ہے۔ یوں آسمان، ستارہ، انسانی نگرانی، تخلیق، بعث اور قرآن کا قطعی کلام ہونا ایک وسیع معنوی ترتیب میں مربوط ہوجاتے ہیں۔ یہاں قسم سورت کے آغاز کا محض ادبی حسن نہیں بلکہ قاری کو ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے تک لے جانے والی بلاغی ساخت ہے۔ یہ مثال واضح کرتی ہے کہ جوابِ قسم کی تعیین کے ساتھ ساتھ بعد کے مضامین کو بھی سامنے رکھا جائے تو قسم کا حقیقی سیاقی کردار زیادہ واضح ہوجاتا ہے۔

قرآنی نظم کے اس پہلو سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ قسم کے مطالعے میں صرف «**کس چیز کی قسم کھائی گئی؟**» کا سوال کافی نہیں، بلکہ یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ قسم کس مقام پر آئی، اس کے فوراً بعد کیا حقیقت بیان ہوئی، سورت آگے کس موضوع کو ترقی دیتی ہے اور اختتام کس نتیجے تک پہنچاتا ہے۔ یہی جامع سیاقی مطالعہ اسلوبِ قسم کی بلاغی اور موضوعاتی معنویت کو زیادہ صحیح طور پر سامنے لاتا ہے۔

---

19 Al-ʿĀdiyāt, 100:1–8.
20 Al-Ṭāriq, 86:1–4.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

3. قرآنی اقسام کی عصری معنویت اور فکری و دعوتی دلالات

قرآنی اقسام کا مطالعہ صرف کلاسیکی بلاغت یا نحوی ساخت تک محدود نہیں، بلکہ عصرِ حاضر کے فکری اور دعوتی تناظر میں بھی اس کی نمایاں معنویت ہے۔ قرآن قسم کے ذریعے انسان کو کائنات، زمان، تاریخ، انسانی نفس اور اخلاقی انجام میں غور کی دعوت دیتا ہے۔ جدید انسان کے لیے یہ اسلوب بالخصوص اس اعتبار سے اہم ہے کہ یہ مشاہدۂ کائنات کو اخلاقی شعور، معرفتِ الٰہی اور جواب دہی کے احساس سے مربوط کرتا ہے۔

انسانی زندگی کی اخلاقی کامیابی اور ناکامی کو نفس کی اصلاح کے ساتھ وابستہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ الشمس میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّىٰهَا ۝ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَىٰهَا ۝ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّىٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّىٰهَا﴾21

ترجمہ: اور نفس کی قسم اور اس ذات کی جس نے اسے درست بنایا، پھر اسے اس کی بدکاری اور پرہیزگاری سمجھا دی؛ یقیناً کامیاب ہوگیا جس نے اسے پاک کیا اور نامراد ہوگیا جس نے اسے آلودہ کردیا۔

یہاں قرآنی قسم انسان کو اپنے باطن کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ کامیابی کا معیار صرف خارجی ترقی، قوت یا مادی وسائل نہیں، بلکہ نفس کی اخلاقی تطہیر بھی ہے۔ «فُجُورَهَا وَتَقْوَىٰهَا» انسانی وجود کے اخلاقی امکانات کو سامنے لاتا ہے، جبکہ «زَكَّىٰهَا» اور «دَسَّىٰهَا» انسان کے اختیار اور اخلاقی ذمہ داری کو نمایاں کرتے ہیں۔ عصرِ حاضر میں جب کامیابی کو اکثر معاشی ترقی، پیشہ ورانہ مقام اور مادی حصول تک محدود کردیا جاتا ہے، یہ قرآنی اسلوب کامیابی کا ایک اخلاقی معیار پیش کرتا ہے۔ دعوتی اعتبار سے بھی اس میں اہم رہنمائی موجود ہے: قرآن انسان کو محض خارجی احکام نہیں دیتا بلکہ اسے اپنے نفس، ارادوں اور کردار کا محاسبہ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس طرح قرآنی قسم انسانی نفسیات، اخلاقی تربیت اور تزکیۂ نفس کے درمیان ایک گہرا تعلق قائم کرتی ہے۔

انسان کو تخلیق اور اس کے مقصد پر غور کی دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ البلد میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَآ أُقْسِمُ بِهَٰذَا ٱلْبَلَدِ ۝ وَأَنتَ حِلٌّۢ بِهَٰذَا ٱلْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ فِى كَبَدٍ﴾22

ترجمہ: میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں، اور آپ اسی شہر میں تشریف فرما ہیں، اور قسم ہے والد کی اور اس کی اولاد کی؛ یقیناً ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔

ان آیات میں مکان، انسانی نسل اور انسانی زندگی کی مشقت کو ایک مربوط قسمیہ ساخت میں جمع کیا گیا ہے۔ «لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ فِى كَبَدٍ» انسانی زندگی کے اس پہلو کو نمایاں کرتا ہے کہ دنیا کی زندگی مسلسل آزمائش، جدوجہد اور ذمہ داری سے وابستہ ہے۔ سورت کا بعد کا مضمون مال، انسانی قوت کے زعم، محتاجوں کی اعانت، غلام آزاد کرنے، بھوک کے زمانے میں کھانا کھلانے، ایمان، صبر اور رحمت جیسے موضوعات کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اس طرح زندگی کی مشقت کا قرآنی تصور مایوسی پیدا نہیں کرتا بلکہ اخلاقی عمل کا مطالبہ کرتا ہے۔ معاصر تناظر میں یہ پہلو اہم ہے کہ انسانی مشکلات کا جواب صرف انفرادی کامیابی کی جستجو نہیں، بلکہ کمزور انسانوں کے لیے ذمہ داری، رحمت اور اجتماعی تعاون بھی ہے۔ قسم یہاں انسانی تجربے کی حقیقت کو اخلاقی ذمہ داری کے ساتھ مربوط کرتی ہے۔

وقت کی قدر اور انسانی جواب دہی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سورۃ العصر میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَٱلْعَصْرِ ۝ إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ لَفِى خُسْرٍ ۝ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَتَوَاصَوْا۟ بِٱلْحَقِّ وَتَوَاصَوْا۟ بِٱلصَّبْرِ﴾23

21 Al-Shams, 91:7–10.
22 Al-Balad, 90:1–4.
23 Al-ʿAṣr, 103:1–3.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4, No.1, 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ترجمہ :زمانے کی قسم !بے شک انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک اعمال کیے، ایک دوسرے کو حق کی تلقین کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔

سورۃ العصر میں وقت کو مقسم بہ بناتے ہوئے انسانی زندگی کے پورے اخلاقی سرمائے کو نہایت مختصر الفاظ میں بیان کردیا گیا ہے۔ جدید زندگی میں وقت کی تنظیم عموماً معاشی پیداوار، کارکردگی اور شخصی کامیابی کے حوالے سے زیر بحث آتی ہے، لیکن قرآن وقت کو ایمان، عملِ صالح، حق اور صبر سے مربوط کرتا ہے۔ اس طرح انسانی وقت کی قدر صرف اس بات سے متعین نہیں ہوتی کہ اس میں کتنا مادی فائدہ حاصل کیا گیا، بلکہ یہ بھی بنیادی سوال ہے کہ اسے کس اخلاقی اور ایمانی مقصد میں استعمال کیا گیا۔ «وَتَوَاصَوۡاْ بِٱلۡحَقِّ» اور «وَتَوَاصَوۡاْ بِٱلصَّبۡرِ» انفرادی اصلاح کو اجتماعی ذمہ داری تک وسیع کرتے ہیں۔ دعوتی سطح پر یہ اسلوب واضح کرتا ہے کہ قرآنی پیغام فرد کو معاشرے سے الگ نہیں کرتا؛ اس کی کامیابی ایمان و عمل کے ساتھ حق اور صبر کی باہمی تلقین سے وابستہ ہے۔

عصری سطح پر قرآنی اقسام کی معنویت اس حقیقت میں مضمر ہے کہ وہ انسان کے مشاہدے، عقل، اخلاقی شعور اور ایمانی ادراک کو ایک دوسرے سے مربوط کرتی ہیں۔ سورج، چاند، رات، دن، ستارے، وقت اور نفس جیسے مقسم بہ انسان کے روزمرہ مشاہدے کا حصہ ہیں، لیکن قرآن انہیں محض طبیعی مظاہر کے طور پر پیش نہیں کرتا بلکہ ان کے ذریعے بڑے اعتقادی اور اخلاقی سوالات کی طرف ذہن منتقل کرتا ہے۔ یہی اسلوب جدید قرآنی دعوت کے لیے بھی اہم اصول فراہم کرتا ہے کہ دینی خطاب صرف مجرد احکام تک محدود نہ رہے، بلکہ انسان کے مشاہدے، تجربے، عقل اور اخلاقی شعور کو مخاطب کرتے ہوئے اسے توحید، رسالت، آخرت اور تزکیۂ نفس کی طرف متوجہ کرے۔

نتائج و خلاصہ بحث

1۔ قرآنی اسلوبِ قسم محض نحوی یا لفظی تاکید نہیں بلکہ ایک جامع بلاغی، استدلالی اور معنوی اسلوب ہے جس میں مقسم بہ، مقسم علیہ، جوابِ قسم اور سیاق باہم مربوط ہوتے ہیں۔

2۔ قرآن میں قسم کے بنیادی بلاغی وظائف میں تاکید، تنبیہ، توجہ، تعظیم اور استدلال نمایاں ہیں، جبکہ ایک ہی مقام پر ان میں سے متعدد وظائف جمع ہوسکتے ہیں۔

3۔ کائناتی مظاہر کو مقسم بہ بنانے سے قرآن انسان کو خارجی کائنات کے مشاہدے سے توحید، رسالت، آخرت اور اخلاقی جواب دہی جیسے بنیادی حقائق کی طرف منتقل کرتا ہے۔

4۔ قرآن و وحی سے متعلق اقسام قرآن کی عظمت، صداقت اور ربانی مصدر کو نمایاں کرتی ہیں، جبکہ رسالت سے متعلق قسمیہ اسالیب نبوی پیغام کی صداقت اور وحی کے معتبر ابلاغ کو مؤکد کرتے ہیں۔

5۔ مکی سورتوں میں قسمیہ اسلوب بالخصوص بنیادی ایمانی حقائق اور آخرت کی جواب دہی کو نہایت مؤثر انداز میں پیش کرتا ہے، جبکہ مدنی سیاق میں بھی قسم ایمان کے عملی، اجتماعی اور قانونی تقاضوں کی تاکید کے لیے استعمال ہوئی ہے۔

6۔ قسم اور نظمِ سورت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقسم بہ کو سورت کے باقی مضمون سے الگ کرکے سمجھنا کافی نہیں؛ اس کی مکمل معنویت جوابِ قسم، فوری سیاق اور سورت کے مجموعی موضوع سے تعلق کے ذریعے سامنے آتی ہے۔

7۔ قرآنی اقسام عصرِ حاضر میں انسان کو کائنات، وقت اور اپنے نفس کو اخلاقی و ایمانی زاویے سے دیکھنے کی دعوت دیتی ہیں، اس لیے ان کا مطالعہ جدید قرآنی فکر، دعوت اور اخلاقی تربیت کے لیے بھی اہم علمی امکانات رکھتا ہے۔

تجاویز و سفارشات

1۔ قرآنی اقسام کے مطالعے میں صرف نحوی ساخت کے بجائے بلاغی، موضوعاتی اور سیاقی جہات کو یکجا کیا جائے۔

2۔ ہر مقسم بہ کا جوابِ قسم اور متعلقہ سورت کے مرکزی مضمون کے ساتھ تعلق مستقل تحقیقی بنیادوں پر واضح کیا جائے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

3۔ مکی اور مدنی اقسام کے اسلوبی و خطابی فرق پر مزید تقابلی تحقیقات کی جائیں۔

4۔ کلاسیکی تفاسیر اور کتبِ بلاغت کے ساتھ جدید نظمِ قرآن اور discourse analysis کے مناہج سے بھی استفادہ کیا جائے۔

5۔ قرآنی اقسام کی عصری تعبیر میں غیر ثابت سائنسی تطبیقات سے اجتناب کرتے ہوئے قرآن کے اصل بلاغی، اعتقادی اور اخلاقی مقاصد کو بنیادی حیثیت دی جائے۔

6۔ قرآنی اسلوبِ قسم پر مستقبل کی تحقیقات میں مقسم بہ، جوابِ قسم، صوتی آہنگ، نظمِ سورت اور مخاطب کے نفسیاتی اثرات کا باہم مربوط مطالعہ کیا جائے۔

مصادر و مراجع

* القرآن الکریم۔
* ابن عاشور، محمد الطاہر۔ التحرير والتنوير: تحرير المعنى السديد وتنوير العقل الجديد من تفسير الكتاب المجيد۔ تونس: الدار التونسية للنشر، 1984ء۔
* الزمخشري، محمود بن عمر۔ الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل۔ بیروت: دار الكتاب العربي، 1407ھ۔
* الرازي، فخر الدين محمد بن عمر۔ مفاتيح الغيب۔ بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1420ھ۔
* الزركشي، بدر الدين محمد بن عبد الله۔ البرهان في علوم القرآن۔ تحقيق: محمد أبو الفضل إبراهيم۔ قاہرہ: دار إحياء الكتب العربية، 1957ء۔
* السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن۔ الإتقان في علوم القرآن۔ تحقيق: محمد أبو الفضل إبراهيم۔ قاہرہ: الهيئة المصرية العامة للكتاب، 1974ء۔
* ابن القيم الجوزية، محمد بن أبي بكر۔ التبيان في أيمان القرآن۔ تحقيق: عبد الله بن سالم البطاطي۔ مكة المكرمة: دار عالم الفوائد، 1429ھ۔